بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا قربانی میں ایک جانور پورے گھرانے وخاندان والوں کی طرف سے کافی ہے؟ شرعی وتحقیقی جائزہ

بقلم : مفتی محمد حسین قمرالدین ماہمکر فلاحی (استاذ حدیث وفقہ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن)

ہمارے غیر مقلد بھائیوں کی طرف سے یہ سوشل میڈیا، واٹس اپ، فیس بک پر بڑی شدت کے ساتھ پھیلائی جارہی ہے اور پورا زورخرچ کیا جارہا ہے اس بات پر کہ ہر مؤمن اس بات پر عمل ہی کرلیں اور گویا کہ اس وقت عمومی انداز میں مشن کے طور پر چلایا جارہا ہے کہ ''ایک جانور چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اس پر پوری فیملی و پورے خاندان کی طرف سے سنت قربانی ادا ہوجائے گی، اور فیملی وخاندان کے ہر فرد کی طرف سے الگ الگ مستقل قربانی میں جانور ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے''۔ تو اس سلسلہ میں سنن ابن ماجہ کی حدیث مبارک ہے ''حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة حدثنا زید بن الحباب حدثنا عبدا للہ بن عیاش عن عبد الرحمٰن الأعرج عن ابی ھریرةؓ أن رسول اللہ ﷺ قال ''مَنْ کَانَ لَهُ سَعةٌ وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا''. علامہ البانیؒ نے مذکورہ حدیث پر حدیثِ حسن کا حکم لگایا ہے۔

مستدرک حاکم کی روایت ہے ''أخبرنا الحسن بن الحسن بن ایوب حدثنا ابو حاتم الرازی حدثنا عبد اللہ بن یزید المقری حدثنا عبد اللہ بن عیاش حدثنا عبد الرحمٰن الأعرج عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول النبی ﷺ ''مَنْ کَانَ لَهُ مَالٌ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا'' (مستدرک حاکمؒ ۷۵۶۵، قال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص کے پاس بھی مال ہو پس وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ کبھی فرمایا : جس شخص کی قربانی کرنے کی طاقت ہو پس وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ امام حاکم نیسابوریؒ نے اس حدیث مبارک کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

مذکورہ حدیث سے استدلال اس طور پر ہے کہ مذکورہ حدیث میں لفظ ''مَنْ'' کا استعمال ہوا ہے، جو عمومیت کے لئے آتا ہے (ہر اس فرد کو شامل کرنے کے لئے جس میں وہ صلاحیت موجود ہو اور وہ صفت پائی جاتی ہو) جیسا قرآن کریم میں ہے ''وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا'' (سورۂ آلِ عمران: ۹۷) ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے لئے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج کرنا فرض کردیا گیا ہے۔ جیسے حج ہر صاحبِ استطاعت پر فرض ہے، پورے مستطیع فیملی وخاندان کی طرف سے اگر ایک فرد حج کرے تو پورے خاندان کی طرف سے کافی نہیں ہوگا، ویسے ہی قربانی ہر صاحبِ استطاعت پر سنت ہے، اگر خاندان میں تمام افراد یا اکثر یا ایک سے زائد صاحب استطاعت ہوں تو تمام کے لئے سنت ہے، صرف ایک جانور کو ذبح کرنا پورے خاندان کی طرف سے کافی نہیں ہے۔
ہاں صرف خاندان کا ذمہ دار ہی صاحبِ استطاعت ہے اور بقیہ افراد اس کے زیر کفالت ہیں، تو صرف وہ کفیل اپنی طرف سے قربانی کرے، بقیہ افراد کو قربانی کے ثواب میں شامل کرے، تو اچھا ہے، تمام کو ثواب حاصل ہوگا۔

نیز ایک حدیث مبارک ہے : حدثنا محمد بن معمر حدثنا محمد بن بکر البرسانی حدثنا ابن جریج قال

قال عطاء الخراسانی عن ابن عباس ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ عَلَیَّ بَدَنَۃٌ وَأَنَا مُوسِرٌ بِھَا وَلَا أَجِدُ ھَا فَاشْتَرِیْھَا فَأَمَرَہُ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یَبْتَاعَ سَبْعَ شِیَاہٍ فَیَذْبَحُھُنَّ (سنن ابن ماجہ:۳۱۳۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھ کو اونٹ کی قربانی کرنی ہے، میرے پاس اونٹ خریدنے کی طاقت ہے لیکن مجھے اونٹ نہیں مل رہا ہے کہ میں اسے خریدوں، تو نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو حکم دیا کہ اس اونٹ کے بدلہ سات (۷) بکریاں خریدے اور انہیں ذبح کردے۔

مذکورہ حدیث امام احمد بن حنبل ؒ کی مسند میں اور امام طحاوی ؒ کی شرح معانی الآثار میں بھی ہے۔علامہ بوصیری ؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور خود امام ابو جعفر طحاوی ؒ نے بھی روایت کی تصحیح فرمائی ہے۔

رواہ الامام احمد فی" مسندہ "من حدیث ابن عباس ؓ ورواہ الامام الطحاوی ؒ فی شرح معانی الآثار من حدیث ابن عباس ؓ حدیث : ۶۲۲۱ وصححہ۔ قال البوصیری : ھذا اسناد ورجالہ رجال صحیح۔ وفی الزوائد رجال الاسناد رجال الصحیح (شروح ابن ماجہ ۱۱۸۲/۲ بیت الافکار الدولیۃ الاردن)

جمہور فقہاء ومحدثین وعلماء مذکورہ حدیث سے بھی استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے قربانی میں سات (۷) بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔اگر پورے گھر والوں وخاندان کی طرف سے ایک ہی جانور کی قربانی جائز ہوتی تو نبی کریم ﷺ ان صحابی کو ایک ہی بکری ذبح کرنے کا حکم دیتے، آپ نے سات بکریوں کی قربانی کا حکم دیا، یہ دلیل ہے کہ ایک بکری سے ایک ہی فرد کی قربانی ادا ہوتی ہے۔

ہمارے غیر مقلد بھائیوں نے جامع صحیح مسلم اور دیگر حدیث کی کتابوں میں موجود جن روایات سے استدلال کیا ہے، انکا بھی جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ انکی مراد وصحیح توضیح کھل کر سامنے آئے۔

صحیح مسلم کی روایت ''**حدثنا ھارون بن معروف حدثنا عبداللہ بن وھب قال : قال حیوۃ : أخبرنی أبو صخر عن یزید بن قسیط عن عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ رضی اللہ عنھا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَمَرَ بِکَبْشٍ أَقْرَنَ ،یَطَأُ فِیْ سَوَادٍ وَیَبْرُکُ فِیْ سَوَادٍ وَیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ فَأُتِیَ بِہٖ لِیُضَحِّیَ بِہٖ فَقَالَ لَھَا "یَا عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا ھَلُمِّیْ الْمُدْیَۃَ ثُمَّ قَالَ اَشْحَذِیْھَا بِحَجَرٍ "فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَخَذَھَا .وَأَخَذَالْکَبْشَ فَأَضْجَعَہٗ ثُمَّ ذَبَحَہٗ ثُمَّ قَالَ بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ .وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِہٖ** (مسلم : ۵۰۶۴)

ترجمہ : حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سینگ والے دنبے کو لانے کا حکم دیا جو سیاہی میں چلتا ہو، سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو (یعنی جس کے پیر، گھٹنے اور آنکھیں سیاہ وکالی ہوں) پس ایسا دنبہ لایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس کی قربانی کرے، پھر آپ ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ سے فرمایا، چھری لاؤ پھر فرمایا کہ چھری کو پتھر سے تیز کرو، حضرت عائشہ نے جب چھری تیز کی تو آپ ﷺ نے چھری پکڑی، دنبہ کو پکڑ کر لٹایا، پھر اسے ذبح فرمایا اور فرمایا ،اللہ کے نام سے، اے اللہ اسے محمد ﷺ، ال محمد ﷺ، اور امت محمدیہ کی

طرف سے قبول فرما۔

مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شارح مسلم امام نووی شافعیؒ لکھتے ہیں: ”واستدل بهذا من جوز تضحية الرجل عنه وعن اهل بيته واشراكهم بالثواب ،وهو مذهبنا ومذهب الجمهور“(شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۵۶/۲ مکتبہ بلال دیوبند الھند)

علامہ شمس الدین رملی شافعیؒ مذکورہ مسئلہ اور مذکورہ حدیث کے محمل کے سلسلہ میں لکھتے ہیں : ”والشاة عن واحد فقط ......وأما خبر مسلم اللهم هذا عن محمد وأمة محمد فمحمول على ان المراد التشريک فی الثواب لا فی الأضحية“. (نھایۃ المحتاج ۱۲۶/۸)

امام خطیب شربینی شافعیؒ رقمطراز ہیں ”وتجزئ الشاة المعينة من الضأن أو المعز عن واحد فقط ،فان ذبحها عنه وعن اهله أو عنه وأشرک غيره فی ثوابه جاز وعليهما حمل خبر مسلم“ (الاقناع فی حل الفاظ أبی شجاع ۲۶۰/۲)

علامہ رملی شافعیؒ مذکورہ مسئلہ کی مزید توضیح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ”التضحية ....سنة مؤكدة فی حقنا على الكفاية ولو بمنى ان تعددت أهل البيت والا سنة عين ومعنى كونها سنة كفاية مع كونها تسن لكل منهم سقوط الطلب بفعل الغير لا حصول الثواب لمن لم يفعل كصلاة الجنازة نعم ذكر المصنف فی شرح مسلم أنه لو اشرک غيره فی ثوابها جاز“. (نھایۃ المحتاج مع حاشیتا ۸ /۱۳۱ مطبع :عباس احمد الباز)

درج بالا تمام تشریحات وتوضیحات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک جانور چاہے چھوٹا ہو (بکری، بکرا، دنبہ، مینڈھا) یا بڑا (اونٹ، بیل بھینس، وغیرہ) اس پر پورے خاندان والوں کی طرف سے قربانی کی اصل سنت ادا نہیں ہوگی ، ہاں البتہ قربانی کے ثواب میں اگر وہ دوسروں کو شریک کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، دوسروں کو یعنی اپنے گھر والوں کو قربانی کے ثواب میں شریک کرنے کی وجہ سے قربانی کے چھوڑنے کی جو کراہت ہے وہ تمام سے ساقط ہوگی ،قربانی ہمارے حق میں سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہونے کی وجہ سے۔

لہذا وہ تمام روایات جن میں پورے گھر والوں کی طرف سے ایک جانور کافی ہونے کا تذکرہ ہے، ان روایات میں قربانی کرنے والے کی طرف سے ثواب میں دوسرں کو شریک کرنا مراد ہے، جیسے سنن ابن ماجہ کی حدیث مبارک ہے ”حدثنا محمد بن يحيى حدثنا عبد الرزاق أنبأنا سفيان الثورى عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن ابى سلمة عن عائشة او ابى هريرةؓ اَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُضَحِّىَ اشْتَرٰى كَبْشَين عَظِيْمين سَمِيْنَين أَقْرنين املحين موجوءين فَذَبَحَ أَحَدهما عن أُمَّتة لمن شهد لله بالتوحيد وشهد بالبلاغ وذبح عن محمد وعن اٰل محمد ﷺ“(سنن ابن ماجہ حدیث ۳۱۲۲)

مذکورہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک بہترین دنبہ اپنی امت اجابت کی طرف سے قربانی کئے اور دوسرا دنبہ اپنے اور اپنے خاندان والوں کی طرف سے ذبح کئے۔

مذکورہ حدیث کے سلسلہ میں سنن ابن ماجہ کے شارح علامہ شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ فرماتے ہیں ”وتأويل حديث الباب أنه

ﷺ أراد اشتراک جمیع أمته فی الثواب تفضلامنه علی امته" (انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ ۲/۱۱۷۷) کہ مذکورہ حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے پوری امت کو قربانی کے ثواب میں شریک فرمایا ہے۔

نیز سنن ترمذی کی حدیث ہے : عن عطاء بن یسار قال سألت ابا ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کیف کانت الضحایا فیکم علی عهد رسول الله ﷺ فقال : کان الرجل یضحی بالشاة عنه وعن اهل بیته فیأکلون ویطعمون حتی تباهی الناس فصارت کما تری (سنن ترمذی حدیث نمبر: ۱۵۰۵)

ترجمہ : حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں تمہارے قربانیوں کی کیا صورتِ حال تھی؟ انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں آدمی اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے بکری کی قربانی کرتا تھا پھر وہ سب گھر والے کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے تھے یہاں تک کہ لوگوں میں خوشحالی آئی، اور اب قربانیوں کے حالات خوشحالی آنے کے بعد تم اپنی نظروں سے دیک رہے ہو۔ (یعنی ہر فرد کی طرف سے مستقل قربانی ہورہی ہے)

نیز سنن ابن ماجہ کی روایت ہے "عن ابی سریحة قال : حملنی أهلی علی الجفاء بعد ما علمت من السنة ،کان أهل البیت یضحون بالشاة والشاتین والأن یبخلنا جیراننا" (سنن ابن ماجہ حدیث ۳۱۴۸)

مذکورہ حدیث میں بھی حضرت ابوسریحہ رضی اللہ عنہ یہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ایک دو بکریوں کی پورے گھر والوں کی طرف سے قربانی ہوتی تھی (یعنی ثواب میں شمولیت)۔

مذکورہ احادیث کے سلسلہ میں صاحب اعلاء السنن رقمطراز ہیں : "مراد أبی ایوب وابی سریحة ان الاغنیاء المیاسیر لم یکونوا یضحون عن أولادهم الصغار ولا عن اهل بیتهم حتی تباهی الناس ولاجل ذلک للاشراک لم یکن حاجة الی ان ازید من شاة اصلاً ،ولکن الیسار انما کان لقیم البیت ولا یکونوا لاهل البیت الا قیم واحد او اثنان غالباً ،فلاجل ذلک کان اهل البیت یضحون بالشاة والشاتین ولم یکونوا یضحون عن الصغار ولا عن الکبار الفقراء حتی تباهوا بذلک فلا دلیل فیه علی اجزاء الشاة عن اهل البیت کلهم اذا کانوا اغنیاء" (اعلاء السنن ۱۷/ ۲۱۴ بحوالہ تکملۃ فتح الملھم بشرح صحیح مسلم)

مذکورہ عبارت کا خلاصہ یہ کہ سنن ترمذی کی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث اور سنن ابن ماجہ کی حضرت ابوسریحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مراد یہ ہے کہ عموماً پورے خاندان وگھرانے کا کفیل اور اُن کا نان ونفقہ وضروریات زندگی کے منتظم وذمہ دار ایک یا دو افراد ہوتے ، خاندان وگھرانہ کا ہر فرد عموماً صاحب استطاعت نہیں ہوتا، تو کفیل ومنتظم وذمہ دار اپنی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے، اور پورے گھر والوں کو ثواب میں شریک فرماتے ، اور سب مل کر کھاتے تھے اور دوسروں کو کھلاتے تھے، کفیل خاندان کے تمام چھوٹوں وبڑوں کی طرف سے الگ الگ قربانی نہیں کرتے تھے، استطاعت کے مطابق ایک دو بکری کی قربانی ہوتی ، اور ثواب میں تمام گھر والوں کو شامل کیا جاتا تھا، نفس قربانی اصل سنت تو ایک ہی کی طرف سے ادا ہوتی تھی ، لہذا ان احادیث میں بھی ایک بکری پورے گھر والوں کی طرف سے بحیثیت اصل

سنت قربانی کافی ہوگی یہ مراد ودلیل نہیں ہے۔اسلئے بعد میں جب مالی وسعت وفراخی ہوئی تو گھروخاندان کے ہرہر مستطیع فرد کی طرف سے قربانی ہونے لگی۔

ہمارے غیر مقلد بھائیوں کو مذکورہ احادیث مبارکہ سے مغالطہ ہوااورانھوں نے یہی بات عوام الناس میں پھیلائی اوراسکواپنی تبلیغ کا محور بنایا کہ ایک جانور چاہے چھوٹا ہو یابڑا پورے گھروخاندان کی طرف سے کافی ہوجاتا ہے،حالانکہ آپ نے مذکورہ احادیث کی تشریح وتوضیح کرنے والے سلف صالحین علماء وفقہاء کی توضیحات کوملاحظہ فرمایا،کہ تمام اس قسم کی احادیث میں ثواب میں شرکت مراد ہے،اصل سنت قربانی میں شرکت مرادنہیں ہے۔اگراصل سنت قربانی میں ایک ہی جانور پورے گھروالوں وخاندان والوں کی طرف سے کافی ہوتا تو پھرحدیث صحیح میں اونٹ،گائے،بیل بھینس کوسات (۷)افرادکی طرف سے قربانی میں کافی ہونااورقربانی میں سات بکریوں کوایک بڑے جانورکے قائم مقام نہ بتایاجاتا۔

صحیح مسلم کی حدیث پاک ہے "**عن جابر بن عبد اللهؓ قال نحرنا مع رسول الله ﷺ عام الحديبية البدنة عن سبعة والبقرة عن سبعة** (صحیح مسلم ۱۳۱۸)اورسابق میں بھی حضرت ابن عباسؓ کی حدیث گزری "**فأمر النبی ﷺ ان يبتاع سبع شياه فيذبحهن** (سنن ابن ماجہ ۳۱۳۶)

لہذا پتہ چلا کہ قربانی،عقیقہ وھدی میں چھوٹا جانور (بکرا،بکری،دنبہ،مینڈھا،بھیڑوغیرہ)ایک فرد کی طرف سے تو بڑا جانور (اونٹ،بیل،گائے وبھینس وغیرہ)سات (۷)افرادکی طرف سے کافی ہے،باقی ثواب میں جتنے چاہے افرادکوشریک کیا سکتا ہے،جیسے نبی کریم ﷺ نے پوری امت کوثواب میں شامل فرمایا۔

امام نوویؒ شرح مسلم میں رقمطراز ہیں "**فی هذا الأحاديث ان البدنة تجزئ عن سبعة البقرة عن سبعة وتقوم كل واحد مقام سبع شياه** (شرح مسلم ۸۲۳ بیت الافکارالدولیۃ اردن)

علامہ عمرانی شافعیؒ فرماتے ہیں "**وان اشترک اثنان فی شاة لم تجز لأن اقل ما يجزىٔ عن كل واحد منهما شاة ولكن لو اشركه فی ثواب أضحية وذبحها عن نفسه جاز ثم قال وهذا معنى قوله ﷺ "هذاعن محمد وامة محمد"** (البیان ۴۲۳/۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

درج بالا پوری شرعی وفقہی بحث سے یہی بات واضح ہوتی ہے کہ ایک جانور چاہے چھوٹا ہو یابڑا پورے گھروالوں کی طرف سے کافی نہیں ہے،چھوٹا جانورمیں ایک ہی فرد کی طرف سے اصل سنت قربانی اداہوگی اور بڑے جانور میں سات (۷) کیطرف سے قربانی،عقیقہ وہدی کافی ہے

ہاں قربانی کرنے والااجروثواب میں دوسروں کوشریک کرسکتا ہے،نہ کہ اصل قربانی میں۔

لہذا ہم پورے اطمینان کے ساتھ مذکورہ مسئلہ پرعمل کریں،کسی کے دھوکہ وفریب مین بالکل مت آئیں،اس قسم کے مسائل میں لوگوں کومغالطہ میں ڈالنے والوں سے عاجزانہ درخواست ہے کہ برائے کرم وہ امت میں انتشارواختلاف نہ پھیلائیں،اورلوگوں کی عبادات واعمال میں خرابی پیدانہ کریں۔واللہ اعلم وعلمہ اتم